© rasailojaraid.com

قسط (۲۵)

ہندو تہذیب اور مسلمان

از جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

نٹ | ہندوؤں کے بڑے چار فرقوں کے علاوہ البیرونی نے دوسرے آٹھ پیشہ وروں کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک نٹوں کا فرقہ تھا۔[1] ان کے فن کا ذکر کرتے ہوئے البیرونی نے لکھا ہے "کبھی کھیل تماشے میں کھڑی ہوئی لکڑی اور تنی ہوئی ڈوریوں پر پھرتی دکھانے سے بھی ان لوگوں کی طرف جادو منسوب کر دیا جاتا ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے سب قومیں برابر ہیں"[2] لفظ 'نٹ' سنسکرت ہے جس کے لغوی معنی ڈراما کے فن میں مشاق کے ہیں۔ منو کی رائے کے مطابق یہ لوگ اصلیت میں چھتری فرقے کی ایک شاخ تھے۔ اپنے پیشے کی رو سے یہ لوگ گا بجا کر اور متنوع کھیل تماشے دکھا کر اپنی روزی کماتے تھے۔ رسیوں پہ طرح طرح کی ورزشیں کرتے اور رسوں پر کئی طرح سے چلتے تھے۔ ابوالفضل کا بیان ہے کہ یہ لوگ رسی پر کھیل کرتے تھے اور عجیب عجیب کام کرتے تھے۔ مجیرہ اور ڈھول اس کے ساتھ بجتا تھا۔[3] ان کی عورتیں نٹنی کہلاتی تھیں اور جب ان کے مرد اپنا فن دکھاتے تھے تو عورتیں گانا گاتیں اور ڈھولک بجاتی تھیں۔

مختصر یہ ہے کہ دراصل یہ ہندوؤں کا ایک فرقہ تھا اور ہندو مذہب تھے۔ لیکن عہد مغلیہ میں بقول مرزا قتیل "اب ان میں سے کچھ لوگ مسلمان بھی ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ ہندوستان کے قدیم باشندے ہیں۔ اب دوسری جگہوں پر بھی یہی فن ان لوگوں سے سیکھ کر کچھ لوگ داراباز کے نام سے موسوم ہو گئے ہیں۔[4] یہ لوگ اپنے آبائی فن میں حیرت انگیز دستگاہ رکھتے تھے۔ مرزا قتیل

---

[1] کتاب الہند (ا-ت) ۱/ص ۱۲۸ [2] ایضاً۔ ۱/ص ۲۵۹ [3] آئین اکبری (ا-ت) ۲/۲۲۶ [4] ہفت تماشا۔ ص ۱۸۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے ان کا ایک واقعہ ان سطور میں بیان کیا ہے۔ " ایک دن فرنگی دوستوں میں سے ایک شخص پالکی میں بیٹھا ہوا جا رہا تھا کہ ایک دار باز دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے ظاہر ہوا اور زمین سے بلند ہو کر پالکی کے اندر سے اُدھر سے اِدھر اس طرح سے نکل گیا کہ اس کا بدن پالکی سے چھوتا نہیں گیا اور دوسرے ساتھی کی گردن پر جا بیٹھا وہ آگے لکھتا ہے کہ اگر پالکی ٹھہری ہوئی ہوتی تو چنداں حیرت و تعجب کی بات نہ تھی۔ ہر چند اس صورت میں بھی سوائے دار باز کے اور کوئی شخص اِدھر سے اُدھر نہیں پھلانگ سکتا تھا اور کہاروں کے بھاگنے کی حالت میں تو ایسا شعبدہ صوفیوں کے خوارقِ عادات سے کم نہیں تھا یا جادوگر ایسا کر سکتے تھے۔[1]

دربار مغلیہ سے بھی نٹوں کا ایک گروہ منسلک ہوتا تھا۔ ان کے علاوہ دوسرے علاقوں سے بھی نٹ آکر دربار میں اپنے کرتب پیش کرتے تھے۔ بنگال کے نٹ اس فن میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔

اٹھارہویں صدی میں مسلمان نٹوں کا فرقہ موجود تھا اور فن میں اچھی خاصی مہارت رکھتے تھے۔ اس فن میں دلچسپی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ مسلمان عورتیں بھی اس فن کی تعلیم حاصل کرنے لگی تھیں۔ اور اپنے شعبدوں سے لوگوں کو محظوظ کرتی تھیں۔ شہنا بائی کا نٹوں کے ایک گروہ سے تعلق تھا وہ اپنے فن میں کامل تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک موقع پر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شاہ صادق اور شاہ بے ریا کی خانقاہ میں گئی جو مارہرہ کے قریب واقع تھی اس نے اپنے منہ میں ایسی بانسری لی اور ایک ایسا راگ بجایا کہ اس کو سن کر شاہ صادق پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور بہت دیر کے بعد انھیں ہوش آیا۔

بھرولی یا بھروپیہ لفظ بہروپیہ ہندی کا ہے اور دو لفظوں کا مرکب ہے۔ بہو۔ بہت ’روپ‘۔

---

[1] ہفت تماشا ص ۱۸۹ [2] کاشف الاستار (رق) ص ۲۰۵-۲۰۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شکلیں۔ وہ شخص جو بہت سے روپ اختیار کرتا تھا یا نقلیں کرتا تھا، بہروپیہ کہلاتا تھا۔ ہندوؤں کا ایک فرقہ تھا اس فرقے کے لوگ روزانہ بہروپ بھرتے تھے۔ ایک نوجوان آدمی ایک بوڑھے کا بہروپ بھرتا اور بقول ابوالفضل "بڑے بڑے دوررس دانش وروں کو بہروپ ..... میں دھوکہ دے جاتے ہیں" [1] مرزا قتیل نے اس فرقے کا تفصیلی ذکر کیا ہے، اور ان کے بہروپیوں کے کئی واقعات بیان کئے ہیں۔ یہاں صرف ایک واقعہ کو مجملاً درج کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ حسب خواہش ہر روپ میں ظاہر ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جانوروں میں سے کسی بھی جانور کی صورت اختیار کر لیتے تھے، اور تماشہ بینوں میں سے کوئی بھی شخص اس کی تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ اس طرح چاہے جس شخص کے لباس میں ظاہر ہو جاتے تھے۔ چاہے وہ مرد ہو، چاہے وہ عورت ہو، چاہے وہ بوڑھا، چاہے جوان، چاہے خوب صورت اور چاہے بدصورت۔ اکثر ایسا بھی دیکھا گیا تھا کہ اس فرقے کا کوئی شخص کسی کا روپ اختیار کرکے آجاتا تھا اور رات بھر اس کی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرتا رہتا تھا۔

محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں ایک حکیم تھا۔ اسے حکیم الملک کا خطاب ملا ہوا تھا۔ اس کے زمانے میں عنایت نامی ایک مشہور بہروپیہ تھا۔ ایک دن اس نے حکیم الملک کا حلیہ اختیار کیا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا؛ اور اپنے چہرے پر رنج و ملال کے آثار پیدا کر لیے۔ بادشاہ نے اس رنج و ملال کا سبب دریافت کیا۔ اس بہروپیے نے عرض کیا کہ میں پچاس سال سے آپ کی اور آپ کے بزرگوں کی خدمت کرتا چلا آرہا ہوں اور اس زمانے میں بڑی عزت سے زندگی بسر کرتا رہا ہوں۔ لیکن اب ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے کہ عنایت بہروپیہ میرا حلیہ اختیار کرکے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ حضور کے کرم اور عنایت سے امید کرتا ہوں کہ عتبات ائمہ علیہم السلام کی زیارت کے لیئے رخصت کر دیں تاکہ آخری

---

[1] آئینِ اکبری (ا۔ت) ۲/ص ۲۲۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عمر میں باعث امن بیاسے رخصت ہوجاؤں یہ سن کر بادشاہ کو بڑا طیش آیا۔ اس نے حکیم الملک کو تسلی و تشفی دے کر اس کا غصہ ٹھنڈا کیا اور اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ جب عنایت بہروپیہ حکیم الملک کی صورت میں دربار میں حاضر ہونے کی کوشش کرے تو بلا تامل اس کی خوب مرمت کریں اور محل سے باہر نکال دیں، بہر حال حاجبوں اور دیگر خادموں کو شاہی حکم ملنے کے بعد حکیم الملک خود امیروں کے دستور کے مطابق جب دربار میں حاضر ہوا تو یاروں نے چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور زد و کوب کرتے ہوئے دربار سے باہر نکال دیا۔ ان کے خیال میں یہ حکیم الملک بہروپیہ تھا۔ بیچارہ حکیم الملک اس ذلت کے ساتھ اپنے گھر واپس آیا اور اس نے بادشاہ کی خدمت میں ایک عرضی بھیج کر کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف جانے کی اجازت مانگی۔ اس عرضی کو پڑھ کر بادشاہ حیرت میں پڑ گیا۔ اور جانچ اور تفتیش کرنے پر جب یہ معلوم ہوا کہ پہلا حکیم الملک جو بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا وہ خود عنایت تھا اور دوسرا حکیم الملک جسے عنایت سمجھ کر مار بھگایا تھا، وہ اصلی حکیم الملک تھا تو بادشاہ اس بات سے بہت شرمندہ ہوا اور معافی کا خواستگار رہوا۔ حکیم الملک کو مناسب انعامات سے سرفراز کیا اور عنایت کو بھی جاگیر عطا کی [1]

بہادر شاہ ظفر کے ایک شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ نٹ اپنے پیروں میں شمشیریں باندھ کر بانسوں پر چڑھتے تھے

اشک یوں تار مژہ پر ہی رواں ہی لخت دل

جوں چڑھے نٹ باندھ کر شمشیر دونوں پانوں میں [2]

بازی گری | قدیم زمانے سے ہندوستان میں بازی گری کا فن مروّج رہا ہے۔ اس ملک میں

---

[1] ہفت تماشا ص ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ اس قسم کے دوسرے واقعات کیلئے ملاحظہ ہو۔ ایضاً ص ۱۹۵۔ ۱۹۶ [2] دیوان ظفر ۱/ص ۱۸۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مختلف قسم کے بازی گر، جادوگر، شعبدہ باز، نٹ اور بھان متی، ناچنے والے عورت و مرد، قلاباز پائے جاتے تھے۔ سلاطین دہلی کے عہد میں مداریوں کے دستوں کا ذکر ملتا ہے [1] بابر بادشاہ نے ہندوستان کے مداریوں کی بڑی تعریف کی ہے۔ کیوں کہ اس ملک کے مداریوں نے کچھ ایسے کرتب دکھائے تھے جو اس کے ملک کے مداریوں میں مفقود تھے [2] ہوا میں گیند پھینک کر، تلوار نگل کر، اور اپنے نتھنوں میں چاقو گھسیڑ کر وہ لوگ اپنے کرتب دکھلاتے تھے [3] کچھ قلابازوں کا بھی ذکر ملتا ہے جو رسی پر اپنے کرتب دکھاتے تھے [4] مداریوں کے کرتبوں کے مظاہرے کے ساتھ ساتھ رقص و سرود بھی ہم آہنگ ہوتا تھا۔

بازی گروں کے گروہ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تھے اور شہروں اور دیہاتوں کے باشندوں کے لیے تفریح طبع کا سامان بہم پہنچاتے تھے۔ آگرے کی گلیوں اور کھلے میدانوں میں بازی گر اپنا مجمع کرتے تھے [5] ڈاکٹر فریئر نے اپنی سیاحت کے دوران میں جگہ جگہ بازی گروں کی ٹولیاں دیکھیں جن کے ہمراہ جوگیوں کا ایک گروہ بھی ہوتا تھا۔ [6] بقول ڈاکٹر برنیر اس طرح کے تمام بازی گر اور شعبدہ باز دہلی کے شاہی محل سرائے کے قریب بڑی تعداد میں جمع ہوتے تھے اور اپنے کرتب دکھاتے تھے [8]

---

[1] اعجاز خسروی ج ۲/ص ۱۳۱، ج ۴/ص ۲۵۱، ۲۵۸-۲۵۹، دول رانی و خضر خان ص ۳۹-۴۰ فوائد الفواد ص ۱۲۹، سیر الاولیا/ ۳۵۶

[2] بابر نامہ (انگریزی ترجمہ) کنگ، ج ۲/ص ۳۶۰-۳۶۱

[3] اعجاز خسروی ج ۲/ص ۱۳۱، ج ۴/ص ۲۵۱، ۲۵۸-۵۹، دول رانی و خضر خان ص ۳۹-۴۰

[4] J. B. R. S. (1962) II, P. 22

[5] Pelsaerts' India. P. 72

[6] آئین اکبری (ا ت) ج ۱ج ۱/ص ۲۹۸

[7] Travels ~~a~~ in India in the 17th Century. P. 143

[8] Bernier travels in India: (HT.) II, P. 256

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھیونوٹ[۱]، ٹیری[۲] اور جون مارشل[۳] نے ان بازی گروں کی کچھ غیر معمولی بازیوں کا ذکر کیا ہے۔

ان میں سے کچھ ایسے بھی فن کار تھے جو سدھائے جانوروں کی مدد سے بازی گری کے کرشمے دکھاتے تھے۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے کے بعد اس فرقے کے لوگوں کے لیے "بازی گر" اور فن اور کلا کے لیے "بازی گری" جیسے فارسی لفظوں کا استعمال شروع ہوا۔

بازی گروں کے اس فرقے کی نکاس کی تاریخ تاریکی کے پردے میں پوشیدہ ہے مختلف علاقے کے بازی گر اپنے ارتقا کی رسمی روایات بیان کرتے تھے۔ امرتسر کے بازی گروں کا بیان تھا کہ وہ لوگ دراصل میواڑ کے برہمن تھے اور ان کا کام چتا کے لیے لکڑیاں فراہم کرنا تھا۔

اس فرقے کے لوگ کس زمانے میں مشرف اسلام ہوئے اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔ مگر تواریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ شمالی ہندوستان میں مسلمان بازی گر بھی پائے جاتے تھے۔ ۱۸۰۳ء میں کلکتہ کے بازی گروں کے فرقے کے ایک سردار نے یہ روایت بیان کی کہ کوئی دو سال قبل غازی پور اور الہ آباد کے علاقہ میں چار بھائی رہتے تھے۔ ان کے نام بالترتیب سا، سمولا، گھوندرا اور ملا تھے۔ جب ان لوگوں نے اپنے ساتھیوں کی، جن کی تعداد کافی تھی، ان علاقوں میں گزر اوقات ہونا مشکل دیکھی تو انھوں نے اس علاقے کو خیر باد کہنے کا مصمم ارادہ کر کے کوچ کر دیا۔ سا نے مشرق کا، سمولا نے مغرب کا، گھوندرا نے شمال کا اور ملا نے جنوب کا رخ کیا۔ اس طرح سا بنگال پہنچا اور ہگلی میں سکونت اختیار کر لی۔ بہت عرصے تک بڑے اطمینان سے وہ اپنے قبیلے کی سرداری کرتا رہا۔ آخر میں باراسوت کے قریب انور پور میں اس نے وفات پائی اور مالعبداس کے

---

[۱] Thevenot : PT. III. Chap. XLV. PP 77-78

[۲] Early Travels : PP 123-313 Terrys Travel. P 190

[۳] John Marshall in India P. 354

Peter mundy. II. P. 254; Ovington: 258-59 نیز ملاحظہ ہو۔ بدایونی ج ۲ ص ۶۸ - ۳۶۷ (ترجمہ انگریزی) ج ۲ ص ۷۹ - ۳۶۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قبیلے کے افراد نے اس کی پرستش شروع کردی. اس کے تین بیٹے تھے اور ان میں سے ہر ایک نے یکے بعد دیگرے بلیّہ سرداری کی. پہلے کا لکھن، دوسرے کا موہن اور تیسرے کا غازی خاں نام تھا۔ آخر الذکر رجب خاں من بھنگی کا والد تھا۔ جو ۱۸۳۰ء میں کلکتہ میں بازی گروں کا سردار تھا.

اپنی قدیم روایت کے مطابق شمالی ہند کے مسلمان بازی گر مختلف فرقوں میں منقسم تھے. بنگال کے مسلمان بازی گر سات ضمنی شاخوں میں بٹے ہوئے تھے. مثلاً چاری، پرتی، کالکور، دوار گنی، گنگوار اور اتھی ہنبا. مگر ان میں صرف نام ہی کا فرق تھا، کیونکہ وہ لوگ ساتھ ساتھ رہتے اور ایک ہی قبیلے کے افراد کی حیثیت سے آپس میں شادی بیاہ کرتے تھے. ان کا کہنا تھا کہ وہ لوگ ایک ہی خاندان کے چار بھائیوں کی اولاد تھے.

وہ اپنے آپ کو مسلمان صرف اس وجہ سے کہتے تھے کہ ان کے ہاں ختنہ کی رسم ادا ہوتی تھی، ان کی شادی اور موت کی رسمیں قاضی اور ملّا ادا کرتے تھے. بس اسلام سے ان کا اتنا ہی تعلق تھا. اور اس کے آگے اسلام سے ان کا کوئی سروکار نہ تھا. ان کی بقیہ رسمیں وہی تھیں جو مسلمان ہونے سے قبل ان کے ہاں مروّج تھیں. وہ توحید کے قائل تھے اور اپنی تمام مصیبتوں سے نجات کیلئے اس سے ملتجی ہوتے تھے مگر اپنے پیشے میں کامیابی کے لیے تان سین (اکبری عہد کا ایک مشہور گویا) سے التجا کرتے تھے. کیوں کہ تان سین کو وہ لوگ اپنا مربی، شفیع، خدا یا دیوتا سمجھتے تھے [۱].

ابوالفضل کا بیان ہے کہ وہ لوگ اپنی تیز دستی سے عجیب عجیب کام دکھاتے تھے اور منتر کے اثر سے تماشائی کی نظر باندھ دیتے تھے چنانچہ نظر آتا ہے کہ کھیل کرنے والے کے بند بند جدا ہیں اسکے بعد پھر وہ اصلی حالت میں آجاتا ہے اور کبھی ایک ٹانگ اسکے کاندھے پر رکھا ہوا نظر آتا ہے [۲].

---

۱ راقم الحروف کا مضمون بعنوان ہندوستان کے بازی گر، آجکل اپریل ۱۹۶۹ء ص ۲۳-۲۷، مئی ۱۹۶۹ء ص ۴۲-۴۶ - ملاحظہ ہو Habeeb, 9, 584; Observation etc: - 238

۲ آئین اکبری (ا - ت ا، ۲/ص ۲۲۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جہانگیر بادشاہ کو بازی گروں کے تماشے دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ دور دور سے بازی گر دربار میں حاضر ہوتے اور اپنے کرشمے دکھاتے تھے۔ سبحان رائے بھنڈاری اور دیگر مورخین نے جہانگیر کے دربار کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ بنگال کا ایک بازی گر ایک بندر لے کر دربار میں حاضر ہوا۔ اس بندر نے بادشاہ کے سامنے حیرت انگیز داؤ پیچ دکھائے۔ بعد ازاں بادشاہ نے اپنی انگوٹھی اتاری اور ایک لڑکے کو دیدی تاکہ وہ اسے چھپالے۔ اس بندر نے فوراً اس لڑکے کو پکڑ لیا جس کے پاس انگوٹھی تھی ۵۳

جادوگرنیاں جو بھان متی کہلاتی تھیں، سحر دانسوں کے کرشمے دکھاتی تھیں۔ انند رام مخلص نے بیان کیا ہے کہ بن گڑھ سے واپسی کے موقع پر ایک مقام پر اس نے بھان متی کی سحر کاریاں دیکھیں۔ وہ لکھتا ہے۔

"در واقع کہ حرکات ایں فرقہ خالی از غرابت نیست۔ در حجاب چادری اول تخم انبہ نشانیدند بعد ازاں نہال سبز شدہ من بعد گل کردہ بار آورد و ایں نہال در نہایت سرسبزی و رعنائی می نمود ۵۴

مخلص نے اس ضمن میں ایک غزل بھی کہی تھی۔ ۵۵

باقی

---

۵۳ خلاصۃ التواریخ ص ۴۵۸-۴۶۴، ٹریلا وبلا (انگریزی) ص ۶۰

۵۴ سفر نامہ انند رام مخلص ص ۲۲

۵۵ ایضاً ص ۲۳۔ کلیات نظیر اکبر آبادی "غم سے ہم بھان متی بن گئے جہاں بیٹھے تھے" ص ۴۸

© rasailojaraid.com